ورنہ دنیا میں کوئی بات نئی نہیں

تحریر: سہیل احمد لون

سیاسی عمرہ کے لیے رمضان المبارک میں لندن آنے کا رواج کافی پرانا ہے، بعض سیاستدانوں نے تو یہاں سالہا سال سیاسی اعتکاف کرنے کا بھی ریکارڈ بنا رکھا ہے۔ حالیہ رمضان میں بھی پاکستانی سیاستدانوں کی ایک کثیر تعداد نے یہاں سیاسی عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جن میں عمران خان، آصف علی زرداری، ایاز صادق، محمود اچکزئی، رحمان ملک، ڈاکٹر فہمیدہ مرزا، فریال تالپور، اعتزاز احسن، میاں مصباح الرحمٰن، سمیرا ملک، ڈاکٹر علوی، جہانگیر ترین، حاجی عدیل، ڈاکٹر رفیق بنگش، عبدالعلیم خان اور راجہ جاوید اخلاص وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ہستی جو بیوروکریسی، سیاست اور سول سوسائٹی کی مٹھی گرم کر کے اپنی مٹھی میں رکھتی ہے، بحریہ ٹاؤن کے روحِ رواں ملک ریاض صاحب بھی جلوہ افروز ہوئے۔ رمضان سے قبل بھی چوہدری برادران، شیخ الاسلام طاہر القادری بھی ملکہ کے شہر میں حاضری لگوا گئے تھے۔ قائد تحریک نے مشرف کا حال دیکھ کر تا حیات لندن میں سیاسی اعتکاف میں ہی رہنے میں عافیت سمجھی ہے۔ اس کے علاوہ فنکار، گلوکار، شعراء، کھلاڑی اور معروف صحافیوں بھی شیکسپیئر کے دیس کی زیارت کرنے آتے رہتے ہیں۔ جہاں ایسی ہستیاں ہر وقت کسی نہ کسی بہانے سے موجود رہتی ہوں وہاں میڈیا کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وطن عزیز میں گزشتہ ایک دہائی میں ہم نے اتنے ہسپتال، سرکاری درسگاہیں، بجلی بنانے کے منصوبے یا پلانٹ، صاف پانی مہیا کرنے کے اقدام، سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے نبٹنے کے انتظامات، یا سستا اور آسان انصاف اور نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے کے اقدامات نہیں کیے گئے جتنے ہم نے ٹی وی چینلز اور اخبارات کا اجراء کیا ہے۔ لندن میں بھی گلستان صحافت میں ایک اور پودا نئی بات کی صورت میں لگ چکا ہے۔ والتھم سٹو فارسٹ اسمبلی

ہال میں گزشتہ دنوں اس کا بڑی گھن گرج کے ساتھ اجراء کیا گیا۔ میں بھی اس پروقار تقریب میں جناب شاکر قریشی صاحب اور جناب مبین رشید صاحب کی پرخلوص دعوت پر مقررہ وقت یعنی شام سات بجے سے آدھا گھنٹہ پہلے پہنچا۔ ویسے پروگرام مقررہ وقت پر شروع نہ کرنا ہماری شاید روایت میں شامل ہے مگر میں نے سمجھا کہ شاید آج کوئی ''نئی بات'' ہو جائے اور پروگرام دعوت نامے جس پر شام 7 بجے شارپ درج تھا، کے مطابق شروع ہو جائے۔ مگر یہاں تک کوئی بات نئی نہ ہوئی۔ ہمارے مہمانان گرامی اور انتظامیہ تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد گزر جانے کے باوجود ہال میں تشریف لاتے جا رہے تھے۔ بالآخر 8:15 پر سٹیج سیکریٹری تشریف لائے اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ تلاوت اور 2 نعتوں کے بعد جب پہلے مقرر کو دعوت دی گئی تو 8:30 بج چکے تھے۔ یعنی افطاری میں صرف 45 منٹ باقی تھے۔ افطاری اور ڈنر عام سی بات ہے، مگر یہاں بالآخر نئی بات دیکھنے کو یہ ملی کہ سٹیج پر تشریف رکھنے والوں میں سے صرف انگریزی سیکشن کے ایڈیٹر جناب عارف انیس ملک صاحب نے حاضرین سے مختصر سا خطاب کیا اس کے علاوہ کسی کی باری آتی افطاری کا وقت ہو گیا۔ یوں حاضرین کی کثیر تعداد بشمول میڈیا پرسنز بھی افطار ڈنر کے بعد مہمانان گرامی کو سنے بغیر گھروں کو چل دیے۔

نئی بات بظاہر ایک اخبار ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستانیت کا باؤنڈ ہے اور یہ بات میں نئی بات کا ایڈیٹوریل پیج اور خبروں کی ساخت کا پرانا قاری ہونے کے ناطے کہہ رہا ہوں۔ خاص طور پر حافظ شفیق الرحمان صاحب جیسے منجھے ہوئے صحافی کی پختہ تحریر جس اخبار میں چھپتی ہو اُس کے معیار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

نئی بات ...... کا برطانیہ میں اجراء انتہائی خوش آئند ہے، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں میڈیا ذہن سازی کیلئے اہم ترین اوزار ہے۔ بیرون ممالک میں پاکستان کا سافٹ امیج دکھانے کے لیے جو کردار اپنا دیسی میڈیا ادا کرسکتا ہے اس کی توقع ہم بدیسی میڈیا سے نہیں کر سکتے ،مجھے امید ہے کہ نئی بات برطانیہ، یورپ اور دیگر ممالک میں پاکستان اور پاکستانیوں کے مسائل کے علاوہ پاکستان کا مثبت حقیقی خاکہ بھی پیش کرے گا۔ نئی بات ایک بڑا میڈیا گروپ ہے جس نے تھوڑے عرصے میں اپنے کام سے وطن عزیز میں نام کمایا ہے۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ نئی بات کی ٹیم کو ملک وقوم کا وقار بلند رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ دعا دراصل پاکستانؑ اس میں بسنے والے ہر ذی روح اور اس کے تمام مناظر سے ہے۔

میں برادرم مبین رشید کو بھی داد پیش کرتا ہوں جنہوں نے برطانیہ کے پہلے دورے کے بعد ایک خوبصورت سفر نامہ لکھا جس کی تقریب رونمائی انہوں نے اپنے دوسرے دورے میں ہاؤس آف لارڈز میں کی۔ اب نئی بات بھی لندن میں لانچ ہو رہا ہے جس میں ان کے دونوں دوروں کا بھی کافی عمل دخل ہوگا جس میں انہوں نے نئی بات کیلئے راہ ہموار کی۔ اسے دیکھ کر مجھے بھی خبر بریک کرنے یعنی کوئی نئی بات کرنے کو دل چاہ رہا ہے کہ بہت جلد نئی بات یہاں سے بھی آن ایئر ہوگا۔ میری نیک تمنائیں اور دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ میری تمام قلم کے مزدوروں سے یہ درخواست ہے کہ وہ یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم میں پڑھنے کی دلچسپی بھی پیدا کرے اور اس سلسلے میں نئی بات میں لکھنے والوں کو انتہائی محنت اور نئے انداز سے سامنے آنا ہوگا ۔ موجودہ حالات میں مجھے قاری کم اور قلم کے مزدور زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ جو قابلِ ذکر تو ہے لیکن حوصلہ افزاء نہیں۔ نئی بات کی خاص بات اس کا رنگین ہونا ہے جو اس کو دیگر اخبارات پر ذرا فوقیت دیتی ہے۔

اس وقت برطانیہ میں مقیم پاکستانیوں کی تعداد میں 63 فیصد ایسے افراد ہیں جو برطانیہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ جن کو دیسی اخبارات میں کوئی دلچسپی نہیں، بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ ان کو پاکستان کے حالات سے بھی کوئی خاص سروکار نہیں۔ باقی ماندہ 37 فیصد میں اکثریت سینئر سٹیزن یعنی 60 سال سے زائد عمر کے لوگوں کی ہے۔ برطانیہ کے موجودہ امیگریشن قوانین سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا کاسکتا ہے کہ آئندہ بزنس، سٹوڈنٹ یا فیملی ویزا الیناعام آدمی کے لیے ناممکن حد تک مشکل بنا دیا گیا ہے۔ اس تناظر میں آئندہ آنے والے دنوں میں برٹش بورن پاکستانیوں کا تناسب مزید بڑھ جائے گا۔ نئی بات سمیت دیسی میڈیا کو اپنا قاری برٹش برون پاکستانیوں کو بنانا ہوگا، ورنہ یہاں ہماری صحافت کا مستقبل تاریک ہوتا جائے گا۔ خصوصاً انگریزی میں ایسی تحریر اور مضامین ضرور شائع ہونے چاہئیں جس میں برطانیہ میں پیدا ہونے والی نسل کی دلچسپی کا سامان ہو، ان کے مسائل کے ساتھ ساتھ ان کی اچیومنٹس کو بھرپور کوریج دینا ہوگی۔ اس سے نہ صرف ہمارا سافٹ امیج لوگوں کے سامنے آئے گا بلکہ نئی نسل کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی۔ برطانیہ میں فل پیج کی خصوصی اشاعت کا رواج نہیں۔ اگر یہ نئی نسل کی دلچسپی کے مضامین کو سامنے رکھ کر مرتب کیا جائے تو اس کے لانگ رن مثبت نتائج نکل سکتے ہیں۔ یہی چیز چینل آن ایئر کرنے سے

پہلے ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔اس کے لیے اہم ترین چیز ایسے صحافیوں کا ادارے میں ہونا ضروری ہے جس نے برطانیہ سے تعلیم حاصل کی ہو۔نئی بات ...... بھی اگر پرانے انداز سے کی گئی تو ہم نئے قاری اور ناظرین سے پیدا کرنے میں نا کام ہو جائیں گے۔سیف الدین سیف نے کیا خوب کہا تھا۔

سیف اندازِ بیاں رنگ بدل دیتا ہے
ورنہ دنیا میں کوئی بات نہیں بات نہیں

میں سمجھتا ہوں کہ نئی بات کی انتظامیہ اپنی کاوشوں میں سیف کے اس شعر کو ہمیشہ مدنظر رکھے گی۔

سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
sohailloun@gmail.com

13-07-2014.